۵۱۱
۲/۱

بحضور جناب مفتی صاحب

اسلام علیکم!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ سائل کو درج ذیل مسئلہ میں جناب سے شرعی نقطۂ نظر کے حوالے سے رہنمائی درکار ہے۔

(۱) وہ افراد جو زکوٰۃ کے مستحق ہوں مثلاً طلباء جو یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے ہیں، اُن کو زکوٰۃ برائے ٹیوشن فیس وغیرہ دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

(۲) اُن کو زکوٰۃ دینے کا شرعی طریقہ کیا ہو گا؟

"یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ ایم انجینئرنگ کے طالب علم کی سالانہ ٹیوشن فیس تین لاکھ روپے اور ہاسٹل اور میس کا خرچہ سات ہزار روپے ماہانہ ہیں۔ مزید برآں کہ تمام طلباء بالغ ہیں۔"

اُمید واثق ہے کہ آپ جلد ہماری اس مسئلہ میں رہنمائی فرمائیں گے۔

بتاریخ 08.08.2011

والسلام
کامران کریم کنڈی

الجواب حامداً و مصلیاً:

بصورتِ مسئولہ اگر وہ طلباء واقعی زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔ یعنی ان کی

(جاری ۲)

ملکیت میں سونا، چاندی یا نقدی اتنی مقدار میں نہ ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچتی ہو اور وہ سید نہ ہوں، تو ان کو زکوٰۃ دینے سے شرعاً زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ بشرطیکہ ان کو باقاعدہ مالِ زکوٰۃ کا مالک بنایا جائے کہ اس میں ان کو ہر طرح کے تصرف کا حق حاصل ہو۔ مالک بنائے بغیر "ٹیوشن فیس" یا "ہاسٹل اور میس" کا خرچہ ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

لہٰذا اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ ان کو "فیس" کے بقدر رقم دیدی جائے اور پھر ان کو کہہ دیں کہ وہ اس سے اپنی فیس ادا کریں۔

"وهو ربع عشر نصاب حولي ... من مسلم فقير غير هاشمي، ولا مولاه مع قطع المنفعة من كل وجه، فلا يدفع لأصله وفرعه" (الدر المختار ۲/۲۵۸ کتاب الزکاۃ)

ومنه أيضاً: "ويشترط أن يكون الصرف تمليكاً لا إباحة كما مر" (۲/۳۴۴ باب المصرف کتاب الزکاۃ ایچ ایم سعید)

والله أعلم بالصواب

کتبه

آلبر علی عفا اللہ عنہ متخصص فی الفقہ الاسلامی بجامعۃ العلوم الاسلامیۃ الفریدیۃ ای سیون

اسلام آباد

الجواب صحیح
محمد کفایت اللہ
۹/۹/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح
[illegible]
۹/۹/۱۴۳۲ھ

مفتی

دارالافتاء